محمد بلال

حیات امین احسن

(۸)

باب ۸

تدریس اور تفسیر ’’تدبر قرآن‘‘

تصنیف و تالیف

جماعت اسلامی سے استعفیٰ دینے کے بعد امین احسن نے تفسیر قرآن لکھنے کا باقاعدہ آغاز کر دیا۔ اس کی اقساط فیصل آباد کے ایک رسالے ’’المنیر‘‘ میں شائع ہونے لگیں۔ اسی برس امین احسن حج پر گئے اور اپنے مشاہدات حج ایک سفر نامہ کی صورت میں مرتب کیے۔ اس کی قسطیں بھی ’’المنیر‘‘ میں چھپتی رہیں۔

جون ۱۹۵۹ء میں امین احسن نے اپنے رسالے ’’میثاق‘‘ کی اشاعت کا آغاز کیا۔ اب ان کی تحریریں اس میں اشاعت پذیر ہوئیں۔ اس کے ابتدائی شماروں میں امین احسن نے مولانا مودودی کے نظریۂ حکمت عملی پر تنقیدی مضامین لکھے، جو ان کی کتاب ’’مقالات اصلاحی‘‘ میں شامل ہیں۔

جماعت اسلامی اور مدرستہ الاصلاح

مدرستہ الاصلاح کو چھوڑ کر جماعت اسلامی میں شمولیت کو بہت سے افراد امین احسن کی بڑی غلطی قرار دیتے ہیں۔ جناب ضیاء الدین اصلاحی لکھتے ہیں:

’’جب مولانا مودودی نے اپنے خیالات کی اشاعت اور اپنا حلقۂ اثر بڑھانے کے لیے بعض جگہوں کا سفر کیا

تو وہ سرائے میر بھی تشریف لائے اور بالآخر فکر حمید کے سب سے بڑے داعی و شارح بھی ان کے مکمل ہم نوا ہو گئے۔ اور وہ وقت بھی آ پہنچا کہ استاد کا آستانہ چھوڑ کر پٹھان کوٹ، جو اس زمانے میں مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ کا مرکز و مستقر تھا، جا پہنچے۔ جب مدرستہ الاصلاح کے حدود سے وہ باہر نکل رہے ہوں گے تو کارکنان قضا و قدر نے یہ صدا ضرور بلند کی ہو گی کہ ''تیری شان ان مشاغل سے بالاتر ہے''

اے تماشا گاہ عالم روئے تو
تو کجا بہر تماشا می روی[1]

مگر ایسے جوش کے عالم میں ہوش کی باتوں پر کون کان دھرتا ہے۔ جلد ہی انھوں نے اپنی غیر معمولی صلاحیتوں سے مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد جماعت میں اپنی سب سے اہم اور نمایاں جگہ بنالی۔

ترجمان القرآن پر نام تو مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ کا ہوتا تھا لیکن عملاً وہی اس کے مدیر ہو گئے تھے۔ اسی لیے جب ملک تقسیم ہوا تو جماعت کا نظام سنبھالنے اور اس کی امارت و سربراہی کا بار اٹھانے کے لیے مولانا مودودی نے انھیں ہندوستان بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ اس سے بہر حال مدرستہ الاصلاح میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ لیکن تقسیم کے بعد ایسی قیامت بپا ہوئی اور فسادات میں آگ اتنی سخت بھڑک اٹھی کہ جو جہاں تھا وہیں دم بخود رہ گیا۔ مولانا امین احسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی لاہور سے سرائے میر کے خرابے میں چراغ آرزو جلانے تشریف نہیں لا سکے۔'' (سہ ماہی تدبر، اپریل ۱۹۹۸ء، ۹)

تدریس اور حلقۂ تدبر قرآن

جنوری ۱۹۵۸ء محترم خالد مسعود اپنے ایک دوست محبوب سبحانی صاحب کے ساتھ امین احسن کے پاس آئے اور درخواست کی کہ اپنے اوقات میں سے کچھ فارغ وقت ان کے لیے تدریس قرآن پر صرف کریں۔ امین احسن نے ان دونوں حضرات کو روزانہ نماز عصر کے بعد آنے کی ہدایت کی۔ دونوں حضرات روزانہ قرآن مجید لے کر آتے، مگر نماز مغرب ہو جاتی، ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہتیں، تدریس قرآن کی نوبت نہ آتی۔ ڈیڑھ ماہ یہی صورت حال رہی۔ یہ در حقیقت ان دونوں حضرات کی آزمایش تھی۔ ایک دن امین احسن بولے:

''تم لوگ بڑے سخت جان ہو۔ میرا خیال تھا کہ یہ نوجوان یونہی پڑھنے کی امنگ لے کر آئے ہیں، چند روز میں جوش ختم ہو جائے گا۔ میرا پہلا تجربہ لوگوں کے ساتھ یہی تھا، لیکن اب میں محسوس کرتا ہوں کہ آپ

۱۔ ''اے وہ کہ جس کا چہرہ خود دنیا کے دیکھنے کی چیز ہے، تو تماشا کرنے کہاں کو چل دیا!''

پڑھنے میں سنجیدہ ہیں، لہٰذا کام شروع کرتے ہیں۔''

باقاعدہ تدریس شروع ہوئی۔ تعلقات آگے بڑھے۔ خالد مسعود صاحب ''میثاق'' کی تیاری میں ہاتھ بٹانے لگے۔ تین برس کے بعد امین احسن کو محسوس ہوا کہ معمولی توجہ سے بہت فائدہ ہوا ہے اور یہ کہ جدید پڑھے لکھے افراد پر اگر محنت کی جائے تو اچھے نتائج نکل سکتے ہیں۔ امین احسن نے تجویز دی کہ اگر آپ کے ساتھ اور لوگ بھی ہوں تو تدریس کو باقاعدہ حلقہ کی شکل دے دی جائے۔ اگر ایسا ہو جائے تو وہ عصر تا عشاء کا وقت تدریس کو دینے کے لیے تیار ہیں۔ خالد مسعود اور محبوب سبحانی یہ دعوت لے کر نکلے۔ اٹھارہ بیس نوجوانوں نے لبیک کہا۔ ۱۹۶۱ء سے تدریس کا آغاز ہوا۔ جلد ہی طالب علموں کا ایک حلقہ بن گیا، جو ۱۹۶۲ء میں ''حلقۂ تدبر قرآن'' کے نام سے منظم ہو گیا۔

اس ضمن میں ضیاء الدین اصلاحی لکھتے ہیں:

''جماعت سے علیحدگی کے بعد مولانا امین احسن صاحب نے حلقۂ تدبر قرآن قائم کیا جس کی اطلاع جب ان کے بعض قدیم کرم فرماؤں، مولانا عبدالباری ندوی اور مولانا عبدالماجد دریابادی وغیرہ کو ہوئی تو انھوں نے اس پر بڑی مسرت ظاہر کی۔ اس کے زیر اہتمام انھوں نے بعض ذی استعداد طلبہ اور جدید تعلیم یافتہ لوگوں کو قرآن مجید و احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دینا شروع کیا۔ اور اپنے خیالات و مقاصد کے اظہار و اشاعت کے لیے رسالہ ''میثاق'' جاری کیا۔'' (سہ ماہی تدبر، اپریل ۱۹۹۸ء، ۹-۱۰)

عصر سے عشاء تک روزانہ پڑھائی شروع ہوئی۔ امین احسن طویل وقفوں پر مبنی تدریس کے قائل نہ تھے۔ ان کا خیال تھا کہ ایسے دروس کے شرکا محض برکت کے حصول کے لیے آتے ہیں۔ قرآن فہمی ان کا مقصد نہیں ہوتا۔ قرآن کا صحیح فہم دینے کے لیے ضروری ہے کہ درس باقاعدہ ہوں۔ ایسے دروس میں شرکا کی تعداد بے معنی ہوتی ہے۔ ہمیں بھیڑ اکٹھی کرنے کے بجائے ان چند افراد کو تلاش کرنا چاہیے جو دل لگا کر کتاب الٰہی کو سمجھنا چاہتے ہوں۔

اس تدریس میں مدرستہ الاصلاح کا نصاب اختیار کیا گیا۔ بھارت سے اس مدرسہ کی ایک کتاب ''اسباق النحو'' نمونے کے طور پر آئی ہوئی تھی۔ تدریس کی ابتدا اسی سے ہوئی۔ کتاب ایک تھی۔ فوٹو کاپی کی سہولت ایجاد نہیں ہوئی تھی۔ جیسے تیسے سب ایک کتاب سے استفادہ کرتے تھے۔ بعض احباب نے ہاتھ سے لکھ کر اس کتاب کی نقل تیار کی۔ اس کے بعد کہانیوں کی ایک کتاب پڑھائی گئی۔ ان کہانیوں کا ترجمہ امام حمید الدین فراہی نے کیا

تھا۔ پھر ''کلیلہ و دمنہ'' کی پڑھائی ہوئی۔ تدریس میں حکیمانہ تدریج اختیار کی گئی۔ کہانیوں کے بعد سنجیدہ ادب کی طرف رخ کیا گیا۔ اس کے بعد ''مقدمہ ابن خلدون''، ''حماسہ'' اور عربی ادب پڑھایا گیا۔ اس تنوع کا مقصد یہ تھا کہ ہر طرح کی چیزیں پڑھ لی جائیں۔ یہ تدریس مغرب تک ہوتی۔ مغرب کے بعد قرآن اور حدیث (صحیح مسلم) کا علمی درس دیا جاتا۔ قرآن اور مسلم کو مکمل طور پر پڑھایا گیا۔

اس کے بعد خیال ہوا کہ فقہ نہیں پڑھی گئی، اس سے بھی کچھ واقفیت ہونی چاہیے۔ لہٰذا پھر ''بدایۃ المجتہد'' پڑھی گئی۔ یہ تدریس جاری تھی کہ ۱۹۶۵ء میں امین احسن کے بڑے بیٹے ابو صالح اصلاحی ہوائی جہاز کے ایک حادثے میں انتقال کر گئے۔ امین احسن کے اوپر اس حادثے کا غیر معمولی اثر ہوا۔ گھر کی مالی ذمہ داریوں کا بوجھ بھی ان کے کندھوں پر آ گیا۔ اس کے علاوہ وہ ایک ذہنی بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ حلقہ معطل ہو گیا اور ''میثاق'' کا کام تلپٹ ہو گیا۔ ان دنوں امین احسن کے جماعت اسلامی کے سابق ساتھی ڈاکٹر اسرار احمد لاہور میں منتقل ہوئے تھے اور وہ اپنے رسالے کا ڈیکلیریشن حاصل کرنے کے خواہش مند تھے۔ چنانچہ ''میثاق'' کی ادارت ڈاکٹر اسرار احمد کے سپرد کر دی گئی، (مولانا کی ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ذہنی مناسبت نہیں تھی۔ وہ اس میں اپنی طرز کے مضامین شائع کرتے تھے۔ مولانا اس پر برہم ہوتے کہ یہ انھوں نے کیا شائع کر دیا ہے۔ اس طرح ڈاکٹر صاحب کے ساتھ اختلافات سامنے آنے لگے)۔